روزنامہ پاکستان

"تکافل" کا نظام

پاک قطر جنرل "تکافل" لمیٹڈ کے سی ای او

پینل انٹرویو: مبشر میر، نعیم الدین، غلام مرتضیٰ

تصاویر: امین رنگون والا

تعارف :
ایم وقار الدین سی ای او
پاک قطر جنرل "تکافل" لمیٹڈ

پاک قطر جنرل "تکافل" لمیٹڈ کے سی ای او، ایم وقار الدین کو جنرل انشورنس آپریشنز، سیلز اور مارکیٹنگ کا ستائیس سالہ تجربہ ہے۔ جس کی وجہ سے وہ انشورنس انڈسٹری میں اپنی ایک الگ شناخت رکھتے ہیں۔ پاکستان، امریکہ اور برطانیہ سے تعلق رکھنے والی بڑی انشورنس میں کلیدی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں اور پاک قطر جنرل "تکافل" لمیٹڈ میں سی ای او کے عہدے پر کام کرنے سے قبل انہوں نے 2003 میں کمرشل یونین ایشورنس {"Commercial Union Assuracne" اور این جے آئی کے ادغام کے وقت وہاں جنرل منیجر کے عہدے پر خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ ایک سائنس گریجویٹ اور ایم بی اے ہیں۔ اس کے علاوہ ACII اور چارٹرڈ انشورر بھی ہیں۔ "روزنامہ پاکستان" نے ان سے ایک خصوصی پینل انٹرویو کا اہتمام کیا تھا جس کا احوال قارئین کی نذر ہے۔

بزنس پاکستان:۔ "تکافل" اور کنونشنل انشورنس میں کیا فرق ہے؟

ایم وقار الدین:۔ میں سب سے پہلے کنونشنل انشورنس کے بارے میں آپ کو کچھ تفصیلات سے آگاہ کرنا چاہوں گا۔ کنونشنل انشورنس کے تحت جب آپ پراپرٹی گاڑی یا کسی دوسری چیز کی انشورنس کروانے جاتے ہیں تو آپ کو سیلز پرچیز ایگریمنٹ میں انٹر Enter ہونا پڑتا ہے۔ آپ ایک پریمیئم ادا کرتے ہیں اور اس کے بعد آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ آپ کو اگر نقصان ہو گیا تو ایسی صورت میں آپ کو پیسے مل جائیں گے اور اگر نقصان نہیں ہوتا تو پریمیئم کی مد میں دی گئی رقم چلی جائے گی اس میں دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ پریمیئم جو آپ نے ایک کنونشنل کمپنی کو دیا ہے اس نے اس رقم کو کہاں پر انویسٹ (Invest) کیا اس بارے میں آپ بالکل لاعلم

کچھ حصہ سال کے آخر میں ان کو واپس مل جاتا ہے کیونکہ وہ "سرپلس" ہوتا ہے۔ "تکافل" میں بھائی چارگی کے اسلامی شعار پر عمل کیا جاتا ہے۔

بزنس پاکستان:۔ تکافل کے صارف کو پریمیئم واپس کیوں مل جاتا ہے جبکہ کنونشنل انشورنس میں ایسا نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے؟

ایم وقار الدین:۔ دراصل "تکافل" میں ہم پریمیئم کا لفظ استعمال نہیں کرتے کیونکہ اگر آپ دور سے مشاہدہ کریں تو "تکافل" اور انشورنس ایک جیسی چیزیں نظر آئیں گی۔ مثال کے طور پر آپ دو بکرے ذبح کریں ایک پر اللہ کا نام لیں ایک پر نہ لیں لیکن دونوں کا گوشت ایک جیسا ہی ہوگا اور اس کا مزا بھی ایک جیسا ہوگا لیکن جو بکرا اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا اس کو آپ کھا سکتے ہیں جبکہ دوسرے بکرے کو آپ ہرگز نہیں کھا سکتے۔ اس کا آخری نتیجہ تو ایک جیسا ہی ہے۔ "تکافل" کے تحت ہم آپ سے ایک مخصوص رقم لیں گے اور اس کو ایک "پول" Pool میں جمع کر دیں گے۔ "پول" کے ممبران ایک دوسرے کو گارنٹی دیں گے جبکہ کمپنی گارنٹی نہیں دے گی کہ اگر ہم میں سے کسی ایک کو نقصان ہوا تو اسی پول میں سے اس کو پیسہ دے دیا جائے گا اور تمام اخراجات ہونے کے بعد سال کے آخر میں پول میں جو کچھ بچے گا وہ تمام ممبران کا ہوگا اور ان کو ادا کر دیا جائے گا۔

بزنس پاکستان:۔ پول "Pool" کے ممبران سے جو پیسے لئے جاتے ہیں کیا ان کو انویسٹ (Invest) کیا جاتا ہے؟

ایم وقار الدین:۔ کمپنی لوگوں کا "پول" بناتی ہے اور لوگوں سے اس مد میں رقم وصول کی جاتی ہے۔ جب اس جمع شدہ سرمائے کا حجم بڑھ جاتا ہے تو لامحالہ آپ اس کو انویسٹ (Invest) کریں گے اور اس سرمائے کو اسلامی شریعہ کے مطابق ایسے کاروبار میں انویسٹ

کیونکہ ہمارا یہ یقین کامل ہے کہ قرآن مجید میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے اور ہم "تکافل" کیلئے کوئی بھی فیصلہ اپنے طور پر نہیں کرتے بلکہ ہمارے اوپر شریعہ بورڈ بیٹھا ہوا ہے جس کی توثیق کے بعد ان کو نافذ العمل کیا جاتا ہے اور مفتی تقی عثمانی کی خدمات کو شریعہ کمپلائنٹ کے حوالے سے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے بہت زیادہ ریسرچ ورک کیا ہے اور بے شمار اسکالرز بنائے ہیں اُن کی خدمات قابل ستائش ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ "تکافل" کی ابتداء کس اسلامی ملک سے ہوئی؟

ایم وقار الدین :۔ "تکافل" کی ابتداء سوڈان سے ہوئی اور پھر اس کے بعد ملائشیاء نے "تکافل" کو 1979 میں اپنایا جبکہ اب یہ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں بھی موجود ہے اور پاکستان میں اس کی ابتداء حال ہی میں ہوئی ہے۔

بزنس پاکستان:۔ جس طرح سٹی بینک اور دیگر غیر ملکی بینکوں نے اس اسلامی بینکنگ کا آغاز کیا ہے، کیا "تکافل" کو بھی غیر ملکی اداروں نے ایڈاپٹ "Adopt" کیا ہے؟

ایم وقار الدین:۔ سٹی بینک نے تو اسلامی بینکاری کا آغاز اس لئے کیا ہے کہ اسٹیٹ بینک نے ایک سرکلر جاری کیا تھا جس کے تحت یا تو آپ ایک مکمل اسلامی بینک ہوں جن کی تعداد پاکستان میں چھ ہے یا کنونشنل بینکوں کی کم از کم 3 برانچیں اسلامی بینکاری کی خدمات فراہم کریں۔ میں یہاں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری تصور کرتا ہوں کہ لندن میں تکافل سینڈیکیٹ (Syndicate) بن گیا ہے اس کے علاوہ "یونیک ری" جو دنیا کی سب سے بڑی انشورنس کمپنی ہے نے بھی الگ ری "تکافل" کمپنی کھول لی ہے۔ اس کے علاوہ ایک بڑی انشورنس کمپنی "سوئس ری" نے بھی تکافل کمپنی کھولی ہے۔

بزنس پاکستان:۔ تکافل کے حوالے سے زیادہ تحقیقی کام کس ملک میں ہو رہا ہے؟

ایم وقار الدین:۔ "تکافل" کے حوالے سے زیادہ ریسرچ کا کام پاکستان اور ملائشیاء میں ہو رہا ہے۔

بزنس پاکستان:۔ ملائشیاء کے "تکافل ماڈل" اور ہمارے ماڈل میں کیا فرق ہے؟

ایم وقار الدین:۔ ملائشیاء میں "وکالہ" ماڈل کے تحت "تکافل" کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں جبکہ پاکستان میں "وکالہ" وقف کے تحت تکافل کی خدمات فراہم کی

Daily Pakistan Karachi 14 February 2008

ظام عین اسلامی اور آسان ہے

ی ای او ایم وقار الدین کی ''روزنامہ پاکستان'' سے خصوصی گفتگو

”تکافل“ کے نظام کی جانب مسلم اور غیر مسلم دونوں راغب ہو رہے ہیں

نظام کے تحت کاروبار کیا جا رہا ہو جو کہ اسلامی شریعہ کے منافی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ زیر تبصرہ کمپنی میں پریمیم کی رقم ادا کرنے کی صورت میں آپ کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ادا شدہ پریمیم کے برابر رقم ادا کی جائے گی یا اس کا کچھ حصہ ملے گا یا اس رقم کے مقابلے میں بہت زیادہ رقم آپ کے ہاتھ آئے گی۔ اس طرح یہ سارا لین دین ”ربا“ کے زمرے میں آجاتا ہے۔ کیونکہ اس صورتحال میں پیسہ پیسے کو کھینچ رہا ہے جو ”ربا“ یا سود کی تعریف ہے۔ ”تکافل“ میں ہم رسک منتقل کرتے ہیں جبکہ کنوینشنل انشورنس میں آپ نے پریمیم دیا اور اس کو دینے کے بعد آپ نے ”رسک“ کمپنی کو منتقل کر دیا۔ اس کے بعد آپ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اگر آپ کو کوئی نقصان ہوگا تو آپ انشورنس کمپنی کے پاس جائیں گے اور اپنا نقصان پورا کرلیں گے۔ لیکن تکافل میں آپ ”رسک“ کو منتقل نہیں بلکہ شیئر (Share) کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اسلامی شریعہ میں ”رسک“ کو شیئر کرنے کی اجازت ہے اور یہ ایک قابل قبول اسلامی طریقہ کار ہے۔ اسلامی شریعت میں رسک کو خریدنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے کیونکہ کہا جاتا ہے پیسہ ایک میڈیم آف ایکس چینج Medium Of Exchange ہے۔ یہ کوئی کموڈیٹی Commodity نہیں ہے کہ جس کی آپ تجارت کرسکیں۔ ”تکافل“ میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ جو چیزیں شریعہ کے حساب سے کسی فنانشل ٹرانزیکشن Financial transaction کے اندر قابل قبول نہیں ہیں ان کو الگ لسٹ ڈاؤن List Down کیا جائے۔ اگر وہ چیزیں کسی ”فنانشل ٹرانزیکشن“ میں نہیں ہیں تو اس کا ہر لحاظ سے شریعہ بیسڈ Based ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ شریعہ کے تحت ہونے والی سرمایہ کاری سے بہت زیادہ یا بہت کم منافع حاصل ہوسکتا ہے اور اس سرمایہ کاری میں ”جوئے“ سے مشابہہ کوئی چیز یا شرط نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس صورت میں ایک فریق کو ہر صورت میں ہارنا ہی ہے اور اس کے علاوہ آپ کی سرمایہ کاری کسی ایسے کاروبار میں نہ لگائی جائے جس کی شریعت میں ممانعت ہے، جیسے کہ شراب کا کاروبار، ڈانسنگ ہال یا کوئی ایسا کاروبار جس کی وجہ سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہو اگر آپ زیر تبصرہ چیزوں سے ہٹ کر کوئی ٹرانزیکشن Transaction یا سرمایہ کاری کرتے ہیں تو وہ ہر لحاظ سے ایک شریعہ بیسڈ سرمایہ کاری کہلائے گی اور اسی کو ہم ”تکافل“ کا نام دیتے ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ ”تکافل“ سے کلائنٹس Clints کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ اس میں صارفین کا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ پریمیم دیتے ہیں تو ان کا پریمیم ایک ”پول“ Pool میں جمع ہو جاتا ہے۔ اس ”پول“ میں جو کچھ بچ جاتا ہے وہ پول ممبران کا ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے پریمیم کا

کیا جاتا ہے جو ”ربا“ یا سودی نظام کے تحت نہ ہوتا کہ آپ کی سرمایہ کاری سود سے پاک ہو۔ اس طرح سرمایہ کاری مزید بڑھ کر ”پول“ میں واپس آجائے گی جس میں سے کمپنی کو چلانے کیلئے وکالہ فیس نکال لی جائے گی۔ اس کے بعد کمپنی کا اس باقی ماندہ سرمایہ سے کوئی تعلق نہیں رہتا وہ پول کے ممبران کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس میں سے کلیمز ادا کرنے اور کمپنی میں مزید سرمایہ کاری کیلئے رقم رکھنے کے بعد باقی رقم ممبران کو ادا کردی جاتی ہے جس میں سے وہ فلاحی کاموں کیلئے بھی رقم مختص کرسکتے ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ جس طرز پر دیگر کاروباروں میں فزیبلٹی رپوٹ کے بعد آنے والے وقت کیلئے کمپنی یا فرم کے منافع کا تعین کسی حد تک کیا جاسکتا ہے کیا ”تکافل“ کے تحت بھی ایسا کرنا ممکن ہے؟

ایم وقار الدین:۔ اسلامی شریعہ میں اس بات کی تعریف اس طرح سے ہے کہ کسی سے سرمایہ لینے کے بعد آپ فوراً ہی اس کو بتادیں کہ ایک ”فکسڈ“ Fixed شرح سے آپ کو منافع دیا جائے گا ”ربا“ کے زمرے میں شامل ہے۔ کیونکہ یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ آگے کیا ہوگا کیونکہ آپ کے پاس پورے ایک سال کا وقت ہوگا اس میں یہ پتہ چل سکے گا کہ ”فکسڈ“ رقم جو آپ اپنے صارف کو ابھی بتا رہے ہیں کیا وہ درست ہے اگر وہ بالکل درست تھی تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے لیکن عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اس کمپنی کے منافع میں کمی پیشی ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم سیکورٹی کمپنی نہیں ہیں ہم سیکورٹی فراہم نہیں کر رہے ہیں یہ تمام عمل بھائی چارے کے اسلامی شعار کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے جس کی بنیاد اسلامی معلومات کے نظام سے منسلک ہے۔

بزنس پاکستان:۔ آج سے 14 سو سال قبل جو اسلامی نظام مسلمانوں کو دیا گیا کیا وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں تبدیلی یا ردوبدل کی گنجائش موجود ہے؟

ایم وقار الدین:۔ چودہ سو سال قبل آپ کے پاس جو پیغام آیا وہ رہتی دنیا تک ہے اور قیامت تک رہے گا یہ ہمارا یقین ہے اور پیغام دینے والے کو یہ بات معلوم تھی کہ آگے کیا ہوگا اور اس میں ان تمام چیزوں کا حل موجود ہے۔ یہ ہماری کوتاہیاں ہیں کہ ہم نے اس پیغام کو یکسر فراموش کردیا ہے۔ اس لئے ہم جدید تقاضوں کے مطابق اس میں سے حل نہیں نکال پاتے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ اس پیغام میں ہر بات کا حل موجود ہے اس کیلئے ”اجماع“ کے ذریعے بے شمار مسائل کا حل تلاش کرلیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ”اجماع“ کے ذریعے مسائل کا حل نکالتے ہوئے اسلامی شریعہ کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور ایسا کوئی حل نہیں پیش نہیں کیا جاتا جو دائرہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے نہ پیش کیا جاسکے۔ یعنی تمام حل شریعہ کے مطابق نکالے جاتے ہیں ”اجماع“ کے ذریعے قرآن اور احادیث کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے

جاری ہیں۔ اس وقت پاکستان میں تین ”تکافل“ کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ ایک جنرل کمپنی ہے اور ایک فیملی کمپنی، اس کے علاوہ پاک کویت اور پاکستان تکافل بھی پاکستان میں کام کر رہی ہیں اور مزید کمپنیاں بھی پاکستان آنے کی خواہاں ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ کنوینشنل انشورنس کے مقابلے میں اس وقت ”تکافل“ کا مارکیٹ شیئر کتنا ہے؟

ایم وقار الدین:۔ اس کا موازنہ کرنا فی الحال قبل از وقت ہے کیونکہ پاکستان میں موجود دیگر کمپنیاں ایک لمبے عرصے سے کام کر رہی ہیں جبکہ ”تکافل“ کو متعارف ہوئے ابھی اتنا وقت نہیں گزرا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ”تکافل“ کے شعبے میں بھی افزائش ہوگی۔

بزنس پاکستان:۔ سانحہ 27 دسمبر کے بعد ہونے والے ہنگاموں اور جلاؤ گھیراؤ کے باعث جو نقصانات ہوئے ہیں کیا اس کے انشورنس انڈسٹری پر برے اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ ان ہنگاموں اور توڑ پھوڑ کے واقعات میں 4 ارب روپے سے زائد کے انشورڈ (In shored) نقصانات ہوئے ہیں اور یہ اعداد و شمار بڑھ بھی سکتے ہیں جس میں 2 ارب روپے سے زائد کا نقصان پراپرٹی جبکہ 1 ارب روپے کا نقصان نقل و حمل کے دوران ٹرکوں اور کنٹینرز کو جلائے جانے کی مد میں ہوا ہے اور یہ انشورڈ نقصان کا ابتدائی تخمینہ ہے جبکہ نقصانات مزید بڑھنے کی توقع ہے۔

بزنس پاکستان:۔ تاجر و صنعتکار برادری کو ”تکافل“ سے کیا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ ہم تین قسم کے لوگوں کے ساتھ کام کرتے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابھی تک کنوینشنل انشورنس کو حرام سمجھ کر ابھی انشورنس کراونے کا نہیں سوچا ہے اور دوسرے لوگ وہ ہیں جو کنوینشنل انشورنس کمپنیوں سے انشورنس کروانے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں اور ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ لوگ بھی ہمارے پاس آجائیں گے تیسرے وہ لوگ ہیں جو اسلامی بینکوں سے لین دین کر رہے ہیں جب وہ اسلامی بینکوں سے لین دین کریں گے تو ان کو اسلامی کور (Cover) کی ضرورت بھی پیش آئے گی۔ اس لئے وہ ہمارے پاس آئیں گے ہم اپنے کلائنٹس کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ”تکافل“ دراصل انشورنس نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح کی بھائی چارگی ہے جو اسلامی شریعہ کے عین مطابق ہے۔ جہاں پر پول میں موجود لوگ ایک دوسرے کو گارنٹی دیتے ہیں جبکہ کمپنی اس میں کسی قسم کی گارنٹی نہیں دیتی۔

بزنس پاکستان:۔ لوگوں کو ”تکافل“ کی جانب راغب کرنے کیلئے آپ کس طرح کا پروگرام یا مہم چلا رہے ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ ہم لوگوں کو دو یا تین طریقوں سے اپروچ (Approach) کر رہے ہیں جیسا کہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے، اخبارات میں انٹرویوز کے ذریعے اور اشتہارات کے ذریعے اس طرح ہم لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے اپنے ذاتی رابطوں میں جو لوگ ہیں ان کو بھی ”تکافل“ کے بارے میں معلومات فراہم کی جارہی ہیں۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ شہری علاقوں کے علاوہ دیہی علاقوں میں بھی پہنچا جائے۔ دیہاتوں میں ہمیں کامیابی کی زیادہ امید ہے کیونکہ وہاں پر لوگوں کا فریم آف مائنڈ (Frame Of Mind) ذرا مختلف ہے۔ اس لئے ہم نے ابھی حال ہی میں گوجرانوالہ سے کام کا آغاز کیا ہے۔

بزنس پاکستان:۔ کیا کنوینشنل انشورنس کمپنیاں بھی ”تکافل“ کی جانب راغب ہو رہی ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ جی ہاں انہوں نے بھی ”تکافل“ کو اسٹڈی کیا ہے اور ابھی حال ہی میں انہوں نے سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (SECP) کو درخواست دی ہے کہ انہیں بھی اپنی کمپنی میں ”تکافل ونڈو“ کھولنے کی اجازت دی جائے۔ پہلے وہ اس بات کو نہیں سمجھ رہے تھے کیونکہ ان کے مطابق لوگ آئے ہیں واپس چلے جائیں گے لیکن اب اسٹڈی کرنے کے بعد ان کو اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ”تکافل“ کے شعبے میں بھی پوٹینشل (Potential) موجود ہے۔

بزنس پاکستان:۔ آپ کا یہ پروڈکٹ غیر مسلموں کو کس حد تک راغب کرسکتا ہے؟

ایم وقار الدین:۔ ”تکافل“ کے نظام کو سمجھنا اتنا آسان اور سادہ ہے کہ کوئی بھی فرد اس کی جانب راغب ہوسکتا ہے اور آپ کو یہ بات سن کر حیرانی ہوگی کہ ملائشیاء میں ”تکافل“ کے 70 فیصد سے زائد کلائنٹس غیر مسلم ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ جس طرح ”تکافل“ کو شریعہ کمپلائنٹ بنانے کیلئے کچھ چیزوں کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح ”تکافل“ انشورڈ کرتے وقت بھی آپ یہ بات ملحوظ رکھتے ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ جی ہاں بالکل اگر کوئی شخص ہم سے کسی ڈانسنگ ہال کا ”تکافل“ مانگے گا تو ہم اس کو انکار کردیں گے اس کے علاوہ شراب خانے کا کام اور دیگر اسلامی شریعہ کے منافی کاروبار ایسے ہیں جس کا ”تکافل“ ہم نہیں کرتے ہیں۔

بزنس پاکستان:۔ پوری دنیا میں تکافل کی سالانہ افزائش کتنے فیصد ہے؟

ایم وقار الدین:۔ ”تکافل“ کی سالانہ افزائش 20 تا 22 فیصد ہے۔

بزنس پاکستان:۔ آپ کی مزید کونسی پروڈکٹ ہیں جو متعارف ہونے والی ہیں؟

ایم وقار الدین:۔ ابھی تو ہم نے جنرل انشورنس کی روایتی پروڈکٹس کو متعارف کروا رہے ہیں کیونکہ ان کو سمجھنا آسان ہے اور ابھی ہم ایسی کوئی نئی پروڈکٹ متعارف نہیں کروانا چاہتے جس کو سمجھنے میں لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ ابھی تو ہم نے صرف ”تکافل“ سے لوگوں کو روشناس کروانا ہے۔ ہماری پروڈکٹس میں پراپرٹی تکافل، مرین تکافل اور دیگر شامل ہیں جو روایتی پروڈکٹس ہیں اور جب ہم لوگوں کو ”تکافل“ سے مکمل طور پر روشناس کروانے میں

ایم وقار الدین

لوگوں کو یہ پیغام دینے کی ضرورت ہے کہ "تکافل" ایک بالکل مختلف کانسپٹ Concept ہے

کامیاب ہو جائیں گے تو اس وقت ہم دیگر پروڈکٹس بھی متعارف کروائیں گے۔

بزنس پاکستان:۔ کیا آپ نے حکومت سے اس بارے میں کہا ہے کہ وہ لفظ انشورنس کے ساتھ "تکافل" بھی لگائے؟

ایم وقارالدین:۔ انشورنس آرڈیننس 2000ء میں لفظ تکافل مینشن (Mention) کیا گیا ہے اور انشورنس رولز 2002ء میں آئے ہیں جبکہ "تکافل" رولز 2005ء میں آئے ہیں لیکن زیر تبصرہ دونوں رولز کی بنیاد انشورنس آرڈیننس 2002ء ہے اس طرح زیر تبصرہ عمل کے ذریعہ تکافل نے ایک قانونی حیثیت حاصل کرلی ہے۔

بزنس پاکستان:۔ اس وقت ملک میں کنونشنل انشورنس کمپنیوں اور "تکافل" کمپنیوں کی تعداد کتنی ہے؟

ایم وقارالدین:۔ اس وقت ملک میں تین "تکافل" کمپنیاں کام کررہی ہیں جبکہ کنونشنل کمپنیوں کی تعداد 36 سے زائد ہے۔

بزنس پاکستان:۔ "تکافل" کمپنیوں کی افزائش کی رفتار بہت سست ہے آئندہ کتنے سال تک یہ کمپنیاں اپنی افزائش کی رفتار کو بڑھا سکیں گی؟

ایم وقارالدین:۔ دیکھیں میں آپ کو مثال دیتا ہوں جب پاکستان بنا تو اس وقت ملک میں 72 فارن انشورنس کمپنیاں کام کررہی تھیں اس کے ایک دو سال بعد EFU پہلی انشورنس کمپنی تھی جو پاکستان میں آئی۔ اس کے 5 سال بعد آدم جی انشورنس کمپنی کمپنی آئی اور شروع کا وقت وہ تھا کہ ان کمپنیوں کو ری انشورنس کی سہولت نہیں ملتی تھی ان کمپنیوں کی حالت بہت خراب تھی جبکہ آج وہ پوزیشن ہے کہ آپ کو سوائے ایک دو کے کوئی فارن کمپنی نظر نہیں آتی اور آج کل تقریباً تمام کمپنیاں مقامی ہی اور ان کے پیچھے ری انشورنس والے بھاگ رہے ہیں "تکافل" کا آغاز ابھی ہوا ہے اور اس کی گروتھ (Groth) کے بارے میں 4 یا 5 سال بعد ہی کوئی یقینی بات کہی جاسکے گی۔ کیونکہ شروع کے ایک دو سال لوگوں کو سمجھانے میں لگ جاتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ابھی تک لوگوں کو کنونشنل انشورنس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تو "تکافل" کو سمجھنے میں ان کو وقت تو ضرور لگے گا۔

بزنس پاکستان:۔ دیگر کنونشنل انشورنس کمپنیاں آئے دن کوئی نہ کوئی پروڈکٹ متعارف کرواتی ہیں اس صورت میں آپ ان کا مقابلہ کس طرح کرپائیں گے؟

ایم وقارالدین:۔ ہمارا ان سے کوئی مقابلہ نہیں ہے ان کی مارکیٹ الگ ہے جبکہ ہماری مارکیٹ الگ ہے۔ وہ دراصل انشورنس کررہے ہیں لوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور ایک فنانشل اگریمنٹ کرتے ہیں اور ایک پریمیئم کی صورت میں ایک لاگت یا Cost ادا کرتے ہیں تو اس طرح ان کو ایک پروڈکٹ ملتی ہے لیکن "تکافل" دراصل ایک شیئرنگ (Sharing) ہے۔ یہ کسی بھی قسم کی ہوسکتی ہے جیسے تعمیرات کے حوالے سے یا اپنی فیکٹری رسک کے حوالے سے۔ "تکافل" کا لفظ آپ کو قرآن مجید میں ہرگز نہیں ملے گا بلکہ کنونشنل انشورنس کو اسٹڈی کرنے کے بعد اس میں سے تمام غیر شرعی چیزوں کو نکال کر ایک پروسیس (Process) بنایا گیا ہے اگر اس پروسیس پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی کام کریں تو یہ شریعہ بیسڈ ہوگا یہاں پر "اجماع" نے اپنا کردار ادا کیا اور کہا کہ ہاں یہ جو آپ نے پروسیس بنایا ہے وہ ہر لحاظ سے شریعہ کے اصولوں کے عین مطابق اور شریعہ کے نقطہ نگاہ سے اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے "تکافل" کو شریعہ کمپلائنٹ بھی کہا جاتا ہے۔

بزنس پاکستان:۔ "تکافل میں وقف سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ایم وقارالدین:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے کسی بھی چیز کے لئے یہ کہہ دیا کہ یہ چیز اللہ کے نام پر وقف ہے اس لئے اس چیز کو کوئی خرید نہیں سکتا کوئی اس کو بیچ نہیں سکتا جس طرح ایک مسجد بنادی گئی ہے کہ تاقیامت اس میں نماز ادا کی جائے گی۔ اب اس مسجد کے اخراجات کو بھی پورا کرنا ہے اس مقصد کیلئے لوگ چندہ دیتے ہیں جبکہ مسجد کے متولی کے پاس اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس چندے کو خرچ کرے یعنی مسجد میں ترقیاتی کاموں پر اسے پیسے کو لگائے یا اس سے مسجد کے دیگر امور کو سرانجام دے۔ وقف اللہ کے نام پر مسلمان بھی کرسکتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ اس کیلئے عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے اور اس کے پاس وقف کی جانے والی چیز کی 100 فیصد ملکیت ہو۔ مثال کے طور پر اگر میرے پاس ایک مکان ہے اگر میں یہ کہوں کہ میرے اس مکان کا کرایہ مسجد کو دے دیا جائے میں نے جو بات کی ہے اس کو لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اس دن کے بعد سے کرایہ مسجد کو دے دیا جائے گا اور حدیث میں یہ بات ہے کہ یہ کہہ دینے کی ایسی ہی اہمیت ہے جیسی کسی قرآنی آیت کی اور اس کو زندگی بھر کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ ایک دوسری صورت میں کوئی بھی شخص شرائط کے ساتھ بھی وقف کرسکتا ہے اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ جب حضورﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو وہاں پر پانی کی بہت زیادہ قلت تھی وہاں پر ایک کنواں ایسا تھا جس میں سے میٹھا پانی نکلتا تھا اور دیگر کنوؤں سے کھارا یا نمکین پانی نکلتا تھا۔ میٹھے پانی کے کنویں پر ایک یہودی قابض تھا وہ یہودی مسلمانوں کو پانی نہیں دیتا تھا اور مسلمان پانی کیلئے پریشان رہتے تھے تو اس وقت حضورﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس میٹھے پانی کے کنویں کو یہودی سے خرید لے اور مسلمانوں کیلئے وقف کرے۔ حضرت عثمان غنیؓ آگے بڑھے اور انہوں نے یہودی کو منہ مانگی رقم دیکر اس کنویں کو خرید لیا اور انہوں نے کنواں وقف کرنے سے قبل یہ شرط عائد کی کہ جتنا پانی تمام مسلمانوں کو اس کنویں سے ملے گا اتنا ہی مجھے بھی ملے گا تو وہاں سے ہمیں اس بات کا ادراک ملتا ہے کہ آپ وقف کرسکتے ہیں لیکن اس کو شرائط کے ساتھ بھی وقف کیا جاسکتا ہے اور اس طریقہ کار کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ "تکافل" کے اندر جب آپ نے ایک کنٹری بیوشن (Contribution) ایک پول میں دے دیا تو وہ پیسہ جو پول میں پڑا ہوا ہے وہ آپ کی ملکیت میں ہے کیوں کہ کمپنی کا تو پول سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر خدانخواستہ کسی کی موت ہوجاتی ہے تو وراثت کا مسئلہ آئے گا اور اگر زکوٰۃ کا وقت آئے گا تو اسی میں سے زکوٰۃ بھی ادا کرنی پڑے گی تو جہاں پر پول میں ہزاروں لوگ پیسہ دے رہے ہیں ایسی صورت میں پیسے کو کلکولیٹ (Calculate) کرنا بہت مشکل امر ہوجاتا ہے۔ تقی عثمانی صاحب نے "تکافل" کو اسٹڈی کیا اور کہا کہ اگر "تکافل" کو وکالہ ماڈل کے تحت پاکستان میں نافذ العمل کردیا جائے تو اس میں چند خرابیاں پیدا ہوجائیں گی۔ انہوں نے دوبارہ اسٹڈی کرنے کے بعد یہ کہا کہ وقف ایک ایسی "Entity" ہے جو مسلمانوں میں موجود ہے۔ اور شریعہ کے اصولوں کے عین مطابق بھی ہے۔ احادیث میں اس سے متعلق مثالیں بھی دستیاب ہیں انہوں نے کہا کہ "تکافل" میں ایک وقف فنڈ بنادیا جائے یعنی کسی بھی "تکافل" کمپنی کو شروع کرنے سے پہلے ایک وقف فنڈ بنادیا جائے جو تاحیات قائم رہتا ہے۔ "وقف" پیسوں، پراپرٹی، خدمات اور دیگر چیزوں پر مبنی ہوسکتا ہے۔ شیئرز ہولڈرز پیسے دیکر ایک وقف فنڈ بنادیتے ہیں اور اس کے بعد اس فنڈ سے ایک اور فنڈ بنادیا جاتا ہے جیسا کہ مسجد ایک وقف ہے اور اس کا متولی مسجد کی ضروریات کیلئے چندہ جمع کرسکتا ہے۔ آخر الذکر فنڈ میں جو کنٹری بیوشن (Contribution) پول کے ممبران نے وقف کو دے دیا تو اس سے یہ ہوا کہ انہوں نے اس فنڈ کو ڈس اون "Disown" کردیا اس طرح وکالہ ماڈل میں جو خرابیاں تھیں وہ اب یہاں ختم ہوگئیں۔ اس طرح یہ اور زیادہ خالص "Entity" بن گئی۔ اب اس صورت میں پول وقف ہے اور اس میں لوگ پیسہ ڈال رہے ہیں اور اس میں یہ کنڈیشن "Condition" ڈالی جاسکتی ہے کہ اگر پول میں موجود کسی ممبر کو نقصان ہونے کی صورت میں اسی وقف فنڈ میں سے اس کو پیسے ادا کردیئے جائیں گے۔ اگر صورتحال کچھ ایسی ہے کہ کوئی بڑا کلیم آجاء اور پول کی رقم سے اس کو پورا کرنا مشکل ہو تو اس وقت وہ پول ممبرز یا شیئرز ہولڈرز قرض حسنہ دیں گے اور اس کلیم کو ادا کروائیں گے اور پھر آپریٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ بتدریج اس قرض حسنہ کو فنڈ میں سے ان دونوں کو ادا کرے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے پاکستان میں خصوصی طور پر وکالہ وقف ماڈل متعارف کروایا گیا ہے۔ اس وقت وکالہ وقف ماڈل پوری دنیا میں مقبولیت حاصل کررہا ہے اور اب یہ پاکستان سے سوڈان میں گیا ہے اور انشاء اللہ چند سالوں تک یہ ملائشیاء میں بھی نافذ العمل ہوجائے گا۔

بزنس پاکستان:۔ آپ کوئی پیغام ہمارے اخبار کے توسط سے دینا چاہیں گے؟

ایم وقارالدین:۔ لوگوں کو یہ پیغام دینے کی ضرورت ہے کہ "تکافل" ایک بالکل مختلف کانسپٹ "Concept" ہے اور یہ ہرگز غلط ہے کہ ہو بہو روایتی انشورنس کو شریعہ کمپلائنٹ کا نام دے دیا گیا ہے اور یہ ایک لفظوں کے ہیر پھیر کا کھیل ہے۔ یہ ایک بالکل نیا کانسپٹ "Concept" ہے نہ تو یہ کاروبار ہے اور نہ ہی یہ انشورنس ہے بلکہ یہ بھائی چارگی کی بنیاد پر کارفرما ایک نظریہ ہے کیونکہ اسلام کے زمانے میں اور اسلام سے پہلے بھی جب تاجر ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب سفر کیا کرتے تھے تو اگر راستے میں ان کا قافلہ لوٹ لیا جائے یا کوئی اور سانحہ پیش آجائے تو اس کے نقصانات کو پورا کرنے کیلئے وہ لوگ جہاں سے چلتے تھے وہاں پر کچھ نہ کچھ کنٹری بیوٹ کرکے جمع رکھتے تھے تاکہ نقصان کی صورت میں واپسی پر اس کے نقصان کا ازالہ کیا جاسکے۔ اور اس نظریہ کو اسلام آنے کے بعد حضورﷺ نے بھی قبول کیا اور دوسری جانب ایک عاقلہ (AKLA) کا نظریہ ہے جس میں اگر کسی قبیلے کا کوئی شخص غلطی سے کسی دوسرے قبیلے کے فرد کا قتل کردیتا تھا تو اس صورت میں صرف اکیلے آدمی سے قتل کا ہرجانہ نہیں لیا جاتا تھا بلکہ پورا قبیلہ اس کا ہرجانہ ادا کرتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ایک دوسرے کو اچھے کام کرنے کی ترغیب دیں اور برے کام سے روکیں اسی طرح سے "تکافل" ہے۔ اس میں شیئرز ہولڈرز کا پول "Pool" بنتا ہے جس میں کنٹری بیوشن ڈالا جاتا ہے اور کسی ایک شیئر ہولڈر کو نقصان ہونے کی صورت میں تمام پول کے شیئر ہولڈر اس کے نقصان کا ازالہ کردیتے ہیں اس میں کوئی تیسری کمپنی نہیں ہے جو اس بات کو انشورڈ کرے۔ اور سال کے آخر میں جو بھی سرپلس اخراجات کے بعد بچتا ہے وہ شیئر ہولڈرز کو دے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام پیسہ "پول" کے شیئر ہولڈرز کا ہی ہوتا ہے اس پر کمپنی کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ کمپنی نے اپنے اخراجات پہلے ہی نکال لئے اس کے بعد کمپنی کا اس رقم پر کوئی حق نہیں بنتا ہم کاروباری حجم کے مطابق اپنے اخراجات وصول کرتے ہیں۔ یہ اخراجات کمپنی 30 تا 35 فیصد کی شرح سے وصول کرتی ہے۔ لیکن جیسے جیسے پول بڑھتا چلا جائے گا اخراجات کی مد میں کمپنی کم پیسے وصول کرے گی اور اس کے لئے ہر سال شریعہ بورڈ کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ کمپنی کو وکالہ فیس کتنے فیصد وصول کرنی ہے اور کتنا سرمایہ تقسیم کرنا ہے اور کتنا کنٹری بیوٹ کرنا ہے۔

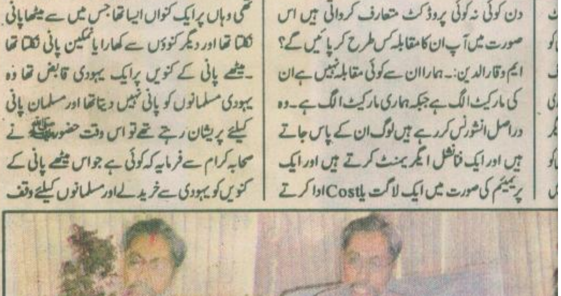

...قارالدین کے روزنامہ "پاکستان" سے گفتگو کرتے ہوئے مختلف انداز